سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳

طریقِ ولایت

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲

آغازِ کلام

مجلس صیانۃ المسلمین کا سالانہ اجتماع جو اس سال لاہور میں جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ کو منعقد ہوا جس میں مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ بقاءھم و ادام اللہ انوارھم نے بھی حسبِ معمول شرکت فرمائی۔ پیش نظر وعظ حضرت والا دامت برکاتہم نے مجلس کے دوسرے دن بعد عصر کے اجلاس مؤرخہ ۲۳، جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۰، اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور میں بیان فرمایا جس میں متقی، اللہ والا اور صاحبِ نسبت بننے کے لیے صحبت اہل اللہ کی اہمیت کو حضرت والا نے نہایت موثر، مدلل اور دل نشین انداز میں واضح فرمایا جس سے ضمناً یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ سلوک و تصوف کی شاہراہ سُنّت و شریعت ہے۔ ایک دوست نے اس کو ٹیپ ریکارڈ سے نقل کیا اور احقر راقم الحروف نے مرتب کیا اور اس کا نام طریق ولایت تجویز کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس وعظ کو قبول فرمائے اور پڑھنے والوں کے لیے اس کو عطاء نسبت بقاء نسبت اور ارتقائے نسبت کا ذریعہ بنا کر حضرت والا دامت برکاتہم کے لیے اور جامع و مرتب کے لیے اور جملہ معاونین کے لیے قیامت تک صدقہ جاریہ بنائیں، آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مرتب: احقر محمد عشرت جمیل میر عفی عنہ
یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
۳، شوال المکرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۶، مارچ ۱۹۹۴ء

اِس مجلس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت میں ترقی، اصلاحِ نفس، گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق اور ہر ایک مسلمان کا صاحبِ نسبت ہو جانا ہے، ہمارے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجلس کو انہیں خاص مقاصد کے لیے قائم فرمایا اور فرمایا کہ اس شعبۂ تزکیۂ نفس کے لیے میں اب اپنی زندگی کو وقف کرتا ہوں۔

اب اس وقت میرا بیان ہوگا لیکن میں نے کچھ منظوم نصیحت کی ہے بیان سے پہلے اسے آپ سُنیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں تصوف کی روح محسوس ہو گی اپنی شاعری پر میں حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے تین شعر پیش کرتا ہوں تاکہ آپ ان اشعار کو نہایت غور سے اور محبت کے ساتھ سُنیں حضرت شاہ صاحبؒ تہجد کے وقت یہ تین شعر پڑھا کرتے تھے

ے اُن کے آنے کا لگا رہتا ہے دھیان
بیٹھے بٹھلائے اٹھا کرتے ہیں ہم
ایک بلبل ہے ہماری راز داں
ہر کسی سے کب کھُلا کرتے ہیں ہم

جب مجمع اللہ والوں کا ملتا ہے تب دل کھلتا ہے

ے ایک بلبل ہے ہماری راز داں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم

اور یہ شعر غور سے سُن لیجئے۔

شاعری مدنظر ہم کو نہیں
واردات دل لکھا کرتے ہیں ہم

اشعار عارفانہ مع تشریح

اب میرے اشعار سنئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان میں اس مجلس کی روح محسوس ہو گی۔

(اس کے بعد تائب صاحب نے حضرت والا کے اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیے اور حضرت نے درمیان میں بعض اشعار کی تشریح فرمائی۔ جامع)

ے جس سے ہیں آپ خوش اس جہاں میں
وہ شب و روز ہے گلستاں میں

اس کی شرح سُن لیجئے۔ زمین پر جو بندہ اللہ تعالیٰ کو خوش رکھتا ہے اور اپنی خوشیوں کو اللہ پر فدا کرتا ہے یعنی اپنے نفس کی بری خواہشات کا خون کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خوش رکھنے کی کفالت اور ضمانت قبول فرماتے ہیں پھر زمین پر وہ ہمیشہ خوش رہتا ہے:

دیکھ کر میرے اشکِ ندامت
ابرِ رحمت کی بارش ہے جاں میں
آپ کا سنگِ در اور مرا سر
حاصلِ زندگی ہے جہاں میں

اِس شعر کی شرح مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر سے کرتا ہوں۔حضرت جلال الدین عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ؔ خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود
کہ مرا با تو سرِ سودا بود

اے خدا دونوں جہاں میں زمین کا وہ ٹکڑا مجھے عزیز تر ہے جہاں میرے سر کا آپ کی محبت کے ساتھ سودا ہو رہا ہو یعنی جس زمین پر مجھے آپ کا نام پاک لینے کی توفیق ہو جائے وہ زمین مجھے سارے جہان میں خوشتر اور عزیز تر ہے۔

سارے عالم کی لذت سمٹ کر
آ گئی ہے ترے آستاں میں

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ نے حضرت حکیم الاُمتؒ سے فرمایا تھا کہ مولانا اشرف علی صاحب سنئے! آپ کیوں کہ میرے خاص ہیں اس لیے بتاتا ہوں کہ جب میں سجدہ کرتا ہوں اور سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہوں تو اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار لے لیا۔ جو شخص سارے عالم کی لذات کے خالق، اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ تعلق کرتا ہے اس کو سجدہ میں، ان کی چوکھٹ پر سارے جہان کا مزہ مل جاتا ہے۔

لذتِ ذکرِ حق اللہ اللہ!
اور کیا لطف آہ و فغاں میں
کیا کہوں قربِ سجدہ کا عالم
یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

اس کی شرح میں خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا صرف ایک مصرعہ پڑھتا ہوں۔

ع اگر سجدہ میں سر رکھ دوں زمیں کو آسماں کر دوں

ے برق گرنا مگر رُخ بدل کر
آہ سُنتا ہوں میں آشیاں میں
درسِ تسلیم و خونِ تمنا
ہے نہاں عشق کی داستاں میں

اس شعر کی شرح بہت ضروری ہے کیوں کہ جو لوگ خدائے تعالیٰ کے عشق و محبت کے راستہ میں ہیں ان کو عبادت کرنا آسان ہے، تہجد آسان ہے، حج و عمرہ آسان ہے اور اہل اللہ کی صحبت میں رہنا بھی آسان ہے مگر گناہ چھوڑنے میں مشکل اور پریشانی ہوتی ہے۔ اس شعر کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ان خواہشات کو جو ان کی مرضی کے خلاف ہیں ترک کرنے کا حکم دیا ہے پس جو اپنی ناجائز خواہشات کا، ناجائز تمناؤں کا، ناجائز آرزوؤں کا خون کرے گا، کتنا ہی حسین لڑکا یا لڑکی سامنے ہو، کتنا ہی دل بے چین ہو جائے لیکن شدید تقاضے کے باوجود اللہ کے خوف سے تقویٰ سے رہے گا، نظر کی حفاظت کرے گا تو کیا ہو گا؟ آرزو کے خون سے اس کے دل کے آسمان کا سارا افق لال ہو جائے گا اور جس طرح آسمانِ دُنیا کے اُفق کو سُرخ کر کے خدا سُورج نکالتا ہے اسی طرح اپنے عاشقوں کے قلب میں خونِ تمنا کے سُرخ افق سے اللہ تعالیٰ اپنی نسبت کا اپنے قرب کا آفتاب طلوع کرتا ہے۔

لذتِ قرب بے انتہا کو
کِس طرح لائے اختر زباں میں

(اس کے بعد حضرت نے بیان کا آغاز فرمایا جو مندرجہ ذیل ہے - جامع)

طریقِ ولایت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَقَالَ تَعَالٰى
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

حضرات سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی دوستی اور ولایت کا تاج عطا فرمانے کے لیے تقویٰ فرض فرمایا ہے۔ میرے شیخ و مرشد شاہ عبدالغنی صاحبؒ فرماتے تھے کہ عالمِ ارواح میں بھی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ولی اللہ بنا سکتے تھے پھر دنیا میں بھیج کر نماز روزہ کی مشقت، گناہوں سے بچنے کی مشقت کا کیوں مکلف فرمایا؟ تو فرماتے تھے کہ وہاں ولایت کے اسباب نہیں تھے، ارواح مجردہ تھیں، خالی روحیں تھیں جسم نہیں تھا۔ وہاں سر نہیں تھا جو سجدہ کرتا۔ لہٰذا یہاں زمین سجدہ بھی عطا فرمائی اور سر بھی عطا فرمایا۔ سجدہ کے لیے زمین دی اور سر بھی عطا فرمایا کہ مجھے سجدہ کرو۔ پیر دیئے کہ مسجد کی طرف جاؤ، ہاتھ عطا فرمائے کہ میرے سامنے پھیلاؤ، غلافِ کعبہ کو پکڑو۔ آنکھیں دیں اور بینائی عطا فرمائی تاکہ حلال مواقع میں استعمال کرو اور میری ناراضگی کے مواقع سے نظر بچانے کی مشقت اٹھاؤ، میرا ولی بننا چاہتے ہو تو میری راہ میں کچھ

قربانی پیش کرو۔ اسی طرح گال دیئے داڑھی رکھنے کے لیے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل اکثر گال فارغ البال ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر اس کو تفصیل سے بیان کرونگا اس وقت صرف یہ بیان کرنا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام حنبلؒ اور امام مالکؒ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور چہرے کے تینوں طرف ایک مشت داڑھی ہونی چاہیے یعنی دائیں بائیں اور ٹھوڑی کے نیچے تینوں طرف ایک مشت ہونا واجب ہے۔ سُنّت کے مطابق داڑھی رکھ کر قیامت کے دن ہر داڑھی والا اللہ تعالیٰ کے حضور خواجہ صاحبؒ کا یہ شعر پیش کر سکے گا

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اور رہ گیا گال فارغ البال رکھنے کا ذوق یہ جنت میں اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں گے حدیث شریف میں ہے کہ یَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءُ ثَلَاثِيْنَ اَوْثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ۔ جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے چہروں پر کوئی بال نہیں ہوگا، نہ وہاں حجام کی دکان ہوگی، نہ بلیڈ ہوگا نہ اُسترا قدرتی طور پر مجرد ہوں گے بالوں سے۔ جیسے کہ ایک سبزہ آغاز تندرست نوجوان ہوتا ہے۔ وہاں سب ایسے ہی ہو جائیں گے اور کجلائی آنکھیں ہوں گی تیس یا تینتیس سال عمر ہوگی اور مراد اس سے کمالِ شباب ہے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تقویٰ حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے۔ لہٰذا جو تقویٰ اختیار نہیں کرے گا وہ مومن تو رہے گا لیکن نافرمان مومن ہوگا اور اسی حالت میں موت آئی تو متقی اور ولی اللہ ہو کر نہیں جائے گا اب

ہم آپ فیصلہ کرلیں کہ کیا ہم اللہ کے دوست بن کر جانا چاہتے ہیں یا مومن فاسق ہو کر جانا چاہتے ہیں۔

صحبت اہل اللہ سے راہ تقویٰ لذیذ ہوجاتی ہے

اب رہ گیا یہ سوال کہ تقویٰ کی راہ تو بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میاں حکیم اختر! اللہ کا راستہ بظاہر تو بہت مشکل ہے لیکن جب کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجاتا ہے تو یہ راستہ، تقویٰ کا راستہ، ولایت کا راستہ سلوک کا راستہ نہ صرف یہ کہ آسان ہوجاتا ہے بلکہ لذیذ تر اور مزے دار ہوجاتا ہے اور اس کے متعلق ایک شعر میں پیش کرتا ہوں

؎ مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے تو نفس وشیطان کے رُخ بدل جاتے ہیں اور ایسے شخص پر وہ پھر قابو نہیں پاتے اور تقویٰ کا حصول آسان ہوجاتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نسخہ کیمیا بتادیا کہ اے دُنیا والو! اے سائنس دانو! جس طرح تم دیسی آم کو لنگڑے آم کی قلم سے لنگڑا آم بناتے ہو اسی طرح اگر تم ہمارے خاص بندوں کی صحبت میں اپنے دیسی دل کی قلم لگالو تو ہم دیسی دل کو اللہ والا دل بنا دیتے ہیں اور جس طرح لنگڑے آم کی قلم سے جب دیسی آم لنگڑا آم بن جاتا ہے تو دیسی آم کا نام بدل جاتا ہے، دام بدل جاتا ہے، کام بدل جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے غافل اور نافرمان دل اللہ والا

دل ہو جاتا ہے پھر اس کی قیمت اور دام اور کام کا کیا پوچھنا سینکڑوں دل اس کی برکت سے اللہ والے بن جاتے ہیں۔

صحبتِ اہل اللہ کے بغیر صرف مجاہدہ کافی نہیں

اسی طرح تلی چاہے کتنا ہی مجاہدہ کرلے، رگڑ رگڑ کے اس کی بھوسی چھڑا دی جائے اور چاہے کولہو میں پیل دی جائے لیکن وہ تلی کا تیل ہی رہے گا، روغنِ گل نہیں بنے گا کیوں کہ یہ پھولوں کی صحبت میں نہیں رہا۔ لہٰذا جو لوگ اہل اللہ سے دُور دُور مجاہدات کر رہے ہیں وہ ہوش میں آجائیں اور کسی اللہ والے کی صحبت میں بھی رہیں تاکہ وہ گل روغن ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو ان کے اندر آجائے ورنہ لاکھ مجاہدے کرلیں تلی کا تیل ہی رہیں گے۔

صحابہؓ کی فضیلت کا سببؓ

صحبت سے قیمت بڑھ جاتی ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتابِ نبوت کو ایمان کی حالت میں دیکھ لیا، ابھی کوئی نماز نہیں پڑھ سکا اور شہید ہو گیا۔ بعض ایسے صحابی ہیں کہ ایمان لانے کے بعد ہی شہید ہو گئے۔ بتائیے کیا سارے عالم کے اولیاء اللہ اور تہجد گزار ان کو پا سکتے ہیں؟ یہ ہے صحبت کا اثر۔ کیوں کہ اس نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمحہ کی صحبت پالی اب قیامت تک کے اولیاء اللہ امام ابو حنیفہ اور امام بخاریؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور امام غزالیؒ اس کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ البتہ اولیاء اللہ کی صحبت سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے اسی لیے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کا حکم ہے کہ صادقین متقین کی صحبت میں رہو اور کل عرض کر چکا ہوں کہ کتنا ان کے ساتھ رہیں۔ خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ

اتنا ساتھ رہو کہ نہیں جیسے ہو جاؤ۔ ایک ولی اللہ دُنیا سے جاتا ہے تو سینکڑوں کو ولی اللہ بنا کر جاتا ہے ورنہ آج روئے زمین پر اولیاء اللہ کا بیج بھی نہ ملتا، آج کوئی ولی اللہ دُنیا میں نظر نہ آتا۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جب دنیا سے کوئی ولی اللہ جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ فوراً اس کی کرسی پر دوسرے ولی کو بٹھا دیتے ہیں، کرسیاں خالی نہیں ہیں۔ یہ ہماری نادانی ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ بایزید بسطامیؒ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جیسے بڑے بڑے اولیاء اللہ اب نہیں ہیں حالاں کہ قیامت تک بڑے بڑے اولیاء پیدا ہوتے رہیں گے لیکن ہمیں مرنے کے بعد اُن کی محبت کی توفیق ہوتی ہے جب ان کا انتقال ہو جاتا ہے تب ہم کہتے ہیں نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ وَرَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ مرنے کے بعد قدر ہوتی ہے لیکن جو زندگی میں قدر کر لیتا ہے ولی اللہ بن جاتا ہے۔

ولی اللہ بننے کے لیے تین شرائط

اس کے ساتھ کل مَیں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ اللہ والا بننے کے لیے صحبت اہل اللہ کے ساتھ ذکر اللہ کا دوام بھی ضروری ہے۔ پہلوان کتنا ہی بڑا ہو لیکن اس سے پہلوانی سیکھنے والا اگر بادام اور دودھ نہیں پیئے گا تو داؤ پیچ تو جان جائے گا مگر سوکھا ہی رہے گا۔ مقابلہ کے وقت دشمن اس کو پٹک دے گا لہٰذا صحبتِ اہلِ اللہ کے ساتھ دوامِ ذکر اللہ بھی کمًا اور کیفًا ضروری ہے ورنہ روح میں پوری طاقت نہیں آئے گی اور نفس و شیطان اس کو پٹک دیں گے یعنی مغلوب ہو کر یہ گناہ کر بیٹھے گا۔ اللہ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ بندہ ان کا ہوتا چلا جاتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے۔

اس کے متعلق ایک مضمون کل باقی رہ گیا تھا کہ جیسے دنیاوی پہلوانی میں پہلوان اُستاد اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ دیکھو میرے اکھاڑے میں آ کر مجھ سے داؤ پیچ سیکھنا اور گھر جا کر بادام اور دودھ پینا لیکن اس کے ساتھ ذرا لنگوٹی مضبوط رکھنا، کوئی بدپرہیزی نہ کرنا۔ اسی طرح اللہ والے بھی یہی فرماتے ہیں، قرآن پاک اور حدیث پاک کے ارشادات ہی وہ سناتے ہیں کہ تقویٰ کے لیے جتنا ضروری اللہ والوں کی صحبت ہے جتنا ضروری ذکراللہ کا دوام ہے اس سے زیادہ ضروری ہے کہ گناہوں سے بچے۔ گناہ زہر ہے زہر۔ لہٰذا خود سمجھ لیجئے کہ اس سے پرہیز کتنا ضروری ہے۔ اگر لاہور میں محمد علی کلے آجاتے اور باکسنگ کا اعلان ہو اور آپ کو اکیاون انڈے کھلا دیتے اور پچیس مرغیوں کا سوپ پلا دیا لیکن ذرا سا زہر بھی کھلا دیا تو وہ جیت نہیں سکتا۔ جو لوگ صحبت اہل اللہ اور التزام ذکراللہ کے ساتھ گناہوں کا زہر بھی کھا رہے ہیں وہ نفس و شیطان کے مقابلہ میں بازی نہیں پا رہے ہیں مغلوب ہیں، جیت نہیں پا رہے ہیں، ان کے قلب کو آج تک نسبت مع اللہ حاصل نہ ہو سکی کیوں کہ نافرمانی کا زہر ایمان کو کمزور کر دیتا ہے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جیسے کوئی ہرا بھرا درخت ہو اور کوئی وہاں آگ جلا کر سینک لے تو اس کی ساری سبزی و شادابی ختم ہو جاتی ہے پتیاں جھلس جاتی ہیں پھر دوبارہ ہرا بھرا بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ گناہ کبیرہ سے ایمان کے درخت کا یہی حال ہوتا ہے قلب ویران ہو جاتا ہے اِلّا یہ کہ توبہ کر لے اور آہ و فغاں کر کے اللہ کو راضی کر لے لیکن گناہ چھوڑنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو انسان کے نفس کو تزکیہ اور ترکِ معصیت کی توفیق نہیں ہوتی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ

مَازَکٰی مِنکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۔ اگر اللہ کی رحمت اور فضل تم پر نہ ہو تو تم کبھی پاک نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل کا محل کیا ہے ؟

لیکن یہ رحمت وفضل کہاں ملیگا جس سے ہمیں گناہ چھوڑنے کی توفیق ہو ؟ یہ فضل اللہ والوں کی صحبت میں نصیب ہوتا ہے ۔ دلیل کیا ہے ؟ بخاری شریف کی حدیث ہے ۔ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيۡسُهُمۡ (صفحہ ۹۴۸ جلد ۲) اگر تم اللہ والوں کی صحبت میں رہو تو تم کبھی شقی نہیں ہو سکتے ۔ تمہاری شقاوت و بدنصیبی سعادت و خوش قسمتی سے تبدیل کر دی جائیگی۔

معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی صحبت سے بروایت بخاری شریف شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے اور جب شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے تو پھر گناہ چھوڑنے کی توفیق بھی ہو جاتی ہے ۔ اس کی دلیل کیا ہے ؟ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دعائیں سکھائیں اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اے اللہ ہمیں اپنی وہ رحمت دے دے جس سے ہم گناہ چھوڑ دیں وَلَا تُشْقِنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ اور اپنی نافرمانی سے مجھے شقاوت میں مبتلا نہ فرما ۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خاصیت ہے شقاوت کی اور جب اللہ تعالیٰ اہل اللہ کی صحبت سے شقاوت کو سعادت سے بدل دیں گے تو ان شاء اللہ گناہوں سے بچنے کی توفیق بھی مل جائے گی ۔

اہل اللہ کی صحبت کی برکت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ والوں کے پاس اس لیے نہیں جاتے کہ وی سی آر چھوڑنا پڑے گا سینما چھوڑنا پڑے گا ، عورتوں کی نظارہ بازی اور عشق حرام کی لذتوں کی

درآمدات پر پابندی عائد کردیں گے، ہر گناہ چھوڑنا پڑے گا مگر حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ چھوڑنا نہیں پڑے گا خود بخود چھوٹ جائے گا۔ ایسا یقین، ایسا ایمان اللہ والوں کی صحبت سے نصیب ہوگا کہ آپ گناہ چھوڑ کر خوشی منائیں گے سجدۂ شکر بجالائیں گے، اللہ کا شکر ادا کریں گے کہ یا اللہ گناہوں کی گٹر لائن، غلاظت اور نجاست کی نالیوں سے آپ نے ہم کو نکال کر تقویٰ والی زندگی نصیب فرمادی اور حضرت نے عجیب وغریب مثال دی کہ ایک آدمی دس ہزار رشوت لے کر بھاگا جا رہا ہے اور دل میں سوچ رہا ہے کہ اپنی بیوی کے لیے فلاں فلاں چیز خریدوں گا اور زمین کا فلاں پلاٹ خریدوں گا کہ اتنے میں اس کا ایک گہرا دوست آتا ہے اور کہتا ہے کہ پیچھے پولیس آرہی ہے۔ تمہارے ان نوٹوں پر پولیس کے اور رشوت دینے والے کے دستخط بھی ہیں۔ تمہیں پھنسانے کے لیے یہ رشوت دی گئی ہے۔ وہ گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ ایک کھلا ہوا گٹر نظر آتا ہے۔ کہتا ہے کہ خدا اس ڈھکن چور کا بھلا کرے اور اس کو بھی اللہ والا بنادے کہ آئندہ چوری نہ کرے اور دس ہزار کی رقم فوراً گٹر میں پھینک دیتا ہے۔ بتائیے یہ نوٹ چھوڑ کر وہ خوش ہوگا یا غمگین؟ خوش ہوگا کہ جان بچی تو لاکھوں پائے ورنہ دس سال کی قید ہوتی اور نہ جانے کتنا جرمانہ ہوتا۔ اب جتنا پولیس پر یقین ہے، جتنا حکومت کے ڈنڈوں پر یقین ہے اللہ والوں کی صحبت سے جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جہنم پر ایمان ویقین پیدا ہوجائے گا تو گناہ چھوڑنے نہیں پڑیں گے، خود بخود چھوٹ جائیں گے اور گناہ چھوڑ کر آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے۔

اور دوستو! یہ بتائیے اگر کوئی آپ کی

متاعِ جان جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

جیب سے کنکر پتھر نکال کر ایک کروڑ کا موتی رکھ دے تو کیا آپ اس سے لڑیں گے؟ گناہ کنکر پتھر ہیں بلکہ کنکر پتھر پاک ہوتے ہیں، گناہ تو ناپاک ہیں۔ بس اگر گناہ چھوڑنے سے اللہ ملتا ہے تو میں عرض کروں گا کہ ہم سب جلدی گناہ چھوڑ دیں اور اللہ کو پاکر یہ شعر پڑھیں۔

؎ جما دے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

چند کنکر پتھر دے کر اے خدا میں آپ کو پا گیا۔ الحمدللہ کہ بہت سستا پایا میں نے آپ کو۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک ولی اللہ جا رہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے خدا میں کیا قیمت ادا کر دوں جس سے آپ مل جاتے ہیں۔ آسمان سے آواز آئی کہ مجھ پر دونوں جہان فدا کر دے تب میں ملتا ہوں۔ اس اللہ والے نے کہا۔

؎ قیمت خود ہر دو عالم گفتئی

اے اللہ! آپ نے اپنی قیمت دونوں عالم بتائی ہے۔

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ابھی دام اور بڑھائیے۔ ابھی تو آپ سستے معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی ہی محبت کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! ایک دن تو مرنا ہے۔ ایک دن ساری جائیداد چھوڑ کر، زمین و مکان چھوڑ کر، اہل وعیال چھوڑ کر جانا ہے۔ اس دن ہاتھوں سے گھڑیاں اتار لی جائیں گی، جسم کے کپڑے اُتار لیے جائیں گے، کفن لپیٹ کر جب قبر میں ڈالا جائے گا اس وقت مردہ بزبانِ حال یہ شعر پڑھتا ہے۔

؎ شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

اور یہ دوسرا شعر بھی بزبانِ حال پڑھتا ہے۔

؎ دبا کے قبر میں سب چل دیئے دُعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

صحبتِ اہل اللہ کی کرامت

جب ایک دن جانا ہے تو کیوں نہ جانِ جاناں بن کر جاؤ جیسا کہ خواجہ صاحب نے اپنے شیخ حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے عرض کیا تھا جب نسبت عطا ہُوئی۔

؎ تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اے حکیم الامتؒ! آپ کی صحبت سے، آپ کی تربیت سے مسٹر کی ٹرمس ہُوئی، اخلاقِ رذیلہ اخلاقِ حمیدہ سے تبدیل ہو گئے، آج وہ علماء کا شیخ بنا ہُوا ہے، مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ان کو اپنا شیخ بنایا، مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی نے ان کو اپنا مصلح اور شیخ بنایا۔ یہ کیا بات ہے کہ مسٹر تو شیخ العلماء ہو جائے

اور علماء کو اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کا اہتمام نہ ہو۔ جن بزرگوں کے نام پر ہم جامعات قائم کر رہے ہیں، جامعہ رشیدیہ، جامعہ قاسمیہ، جامعہ اشرفیہ ان بزرگوں کے طریقہ پر ہمیں اہل اللہ کی صحبت کا بھی اہتمام چاہیے اور الحمدللہ ہو رہا ہے۔ یہاں تو سب حضرات اللہ والوں سے جڑے ہوتے ہیں۔ بات کہہ دیتا ہوں تاکہ جو نہ جڑے ہوں ان کو توفیق ہو جائے۔ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ والوں سے جڑنے سے کیا ہوتا ہے اس پر دو واقعات سناتا ہوں۔

صحبتِ اہلِ اللہ کی کرامت کا ایک واقعہ

شاہ ولی اللہ صاحب کے بیٹے کا تفسیر

موضح القرآن کے مصنف شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد فتح پوری دہلی میں کئی گھنٹے ذکر و تلاوت میں مصروف تھے۔ تلاوت اور ذکر اللہ کا نور دل سے چھلک کر آنکھوں میں آرہا تھا۔ جب نور سے دل بھر جاتا ہے تو چہرہ سے جھلکنے لگتا ہے، آنکھوں سے چھلکنے لگتا ہے۔ یہ ہے سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۝۔ سیما کیا چیز ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں هُوَ نُورٌ يَّظْهَرُ عَلَى الْعَابِدِيْنَ يَبْدُوْا مِنْ بَاطِنِهِمْ إِلٰى ظَاهِرِهِمْ اللہ والوں کا باطن جب نور سے بھر جاتا ہے تو ان کے ظاہر سے جھلکنے لگتا ہے۔ عبادت کا نور، اللہ کی محبت و معرفت کا نور ان کی آنکھوں میں آگیا تھا۔ جیسے ہی مسجد سے باہر نکلے تو سامنے ایک کتا بیٹھا ہوا تھا، اس پر نظر پڑ گئی۔ وہ قلب جو انوار الٰہیہ سے بھرا ہوا تھا اور جس کے انوار آنکھوں سے چھلک رہے تھے وہ اس کتے پر پڑ گئے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ جہاں جہاں وہ کتا جاتا تھا دہلی کے سارے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے تھے۔ حکیم الامت

نے ہنس کر فرمایا کہ ظالم تمام کتوں کا پیر بن گیا۔ پھر حضرتؒ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ ہائے جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ دل سے اللہ والوں کی صحبت میں رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی محروم نہیں رہ سکتا اور اگر کسی کے اندر اللہ تعالیٰ کی طلب اور پیاس بھی نہ ہو تو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ تب بھی اللہ والوں کے پاس جاؤ وہ پیاس بھی دینا جانتے ہیں۔

؎ گر تو طالب نیستی تو ہم بیا
تا طلب یابی ازیں یار وفا

اگر تمہارے اندر اللہ کی طلب اور دردِ محبت نہیں ہے تب بھی تم اللہ والوں کے پاس جاؤ ان کے صدقہ میں تمہیں طلب اور پیاس بھی عطا ہو جائے گی۔

اس فارسی شعر کے مفہوم کو اختر نے ایک ہندی شعر میں عرض کیا ہے مگر وہ ایسی ہندی ہے جو آپ سمجھ لیں گے۔

پیاسے کو پانی ملے اور بن پیاسے کو پیاس
اختر ان کے در سے ہے کوئی نہیں بے آس

اللہ والوں پر اعتراض محرومی کا پیش خیمہ ہے

اللہ والوں کے دروازہ سے ان شاء اللہ محرومی نہیں ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ دل میں بغض و عناد نہ ہو۔ ملا علی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِہٖ وَنَظَرَ اِلَیْہِ احْتِقَارًا فَلَا یُفْلِحُ اَبَدًا جس نے اپنے شیخ پر اعتراض کیا اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھا وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے

فرمایا کہ ایک مرید نے میرے ساتھ سفر کیا۔ رات کو تقریر کی تھی، دماغ تھکا ہُوا تھا حضرت نے آرام فرمایا۔ اہل اللہ اور علماء دین کی نیند کو بھی اللہ تعالیٰ عبادت میں لکھتا ہے ۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کا دروازہ بناتے ہوئے بڑھئی کے اوزار و آلات گھس جائیں اور وہ ان کو ایک گھنٹہ تک تیز کرتا رہے تو آپ کو اس وقت کی مزدوری بھی دینی پڑتی ہے کیوں کہ آپ ہی کے کام میں اس کے آلات گھسے ہیں پس جو علماء دین اللہ کے دین کے کام میں اپنے دماغ کو تھکا رہے ہیں ان کا سونا بھی عبادت ہے۔ ان کے سونے پر بھی اللہ اجر دے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اس نے مجھے خط لکھا کہ چوں کہ آپ نے رات ریل میں تہجد نہیں پڑھی اور میں نے پڑھی حالاں کہ میں مرید ہوں، آپ کی عبادت سے تو میری عبادت زیادہ ہے لہٰذا میں آپ سے بیعت فسخ کرتا ہوں۔ کاش کہ یہ ظالم سمجھتا کہ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم اور جملہ اہل اللہ کی دو رکعات ہماری لاکھ رکعات سے افضل ہیں۔ ان کا سونا ہمارے جاگنے سے بہتر ہے، ہمارے تہجد و اشراق و اوابین سے افضل ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عارف کی دو رکعات غیر عارف کی لاکھ رکعات سے افضل ہیں۔ اللہ والوں پر اعتراض کرنے والے محروم ہی رہتے ہیں۔

ایک فقہی مسئلہ سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال

اہل اللہ کی صحبت

سے کیا ملتا ہے اس کو ایک فقہی مسئلہ سے ثابت کرتا ہوں۔ کسی کے پاس دس ہزار روپیہ ہے۔ سال کے گیارہ مہینے گذر گئے۔ زکوٰۃ فرض ہونے میں ایک مہینہ رہ گیا کہ دس ہزار کی رقم اور آ گئی۔ ایک ماہ بعد اب اس نئی رقم پر بھی زکوٰۃ فرض ہے

علماء دین اس وقت موجود ہیں ان سے پوچھ لیجئے ۔ دس ہزار کی اس نئی رقم پر تو ابھی سال نہیں گذرا پھر اس پر زکوٰۃ کیوں فرض ہوئی ؟ وجہ یہ ہے کہ گیارہ مہینہ سے جو رقم مجاہدہ میں تھی اس کی صحبت میں یہ دس ہزار کی نئی رقم آگئی جس کی برکت سے ایک ہی مہینہ میں وہ بالغ ہوگئی اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کر دی کہ یہ سرکاری دربار میں قبول کی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ جو مجاہدہ کرنے والے ہیں ان کی صحبت کی برکت سے کم مجاہدہ والوں کا بھی کام بن جاتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں جلد اللہ والا بننے کا یہی راز ہے۔ حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تھرڈ کلاس کا ڈبہ جس کی سیٹیں بھی پھٹی ہوئی ہیں، اسکرو ڈھیلے ہیں، چوں چاں کر رہا ہے لیکن اگر فرسٹ کلاس کے ڈبوں سے جڑا رہے تو جہاں انجن پہنچے گا وہ تھرڈ کلاس والا ڈبہ بھی وہاں پہنچ جائے گا۔ پس اگر ہم نالائق ہیں، گنہگار ہیں تو لائقوں کے پاس تو رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ نجات پائیں گے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے فرماتے ہیں کہ اگر تم کانٹے ہو تو پھولوں کے دامن میں چھپے رہو۔ جو کانٹے پھولوں کے دامن میں ہیں اللہ تعالیٰ کا عجیب دستور ہے کہ باغبان ان کو باغ سے خارج نہیں کرتا

ؔ آں خاری گریست کہ اے عیب پوش خلق

ایک کانٹا رو رہا تھا کہ اے مخلوق کے عیب چھپانے والے! میرا عیب کیسے چھپے گا، مجھے تو آپ نے کانٹا پیدا کیا۔

شد مستجاب دعوت او گلعذار شد

اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس پر پھول کھلا دیا جس کے دامن میں اس خار کا عیب چھپ گیا۔ بتایئے کہ گلاب کے پھول کے نیچے کانٹے ہیں

یا نہیں؟ مگر کیا کسی باغ سے وہ کانٹے نکالے جاتے ہیں؟ اسی طرح اگر ہم اللہ والوں سے جڑے رہیں گے تو امید ہے کہ ان کے صدقہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ جہاں وہ جائیں گے مثل کانٹوں کے ہم بھی ساتھ ہوں گے محبت کی برکت سے۔

محبت کی کرامت

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ محبت کی تو لغت ہی ایسی ہے کہ بغیر دونوں ہونٹوں کے ملے ہوئے ادا نہیں ہو سکتی۔ دونوں ہونٹوں کو الگ کر کے ذرا کوئی محبت کا لفظ ادا کر کے دکھائے۔ لاکھ کوشش کرو گے محبت کا لفظ نہیں نکلے گا۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ جب محبت کا اسم اتنا مبارک ہے کہ بغیر اتصال شفتین کے ادا نہیں ہو سکتا یعنی دونوں ہونٹوں کے ملے بغیر ادا نہیں ہو سکتا بس جس کا اسم ہی متقاضی وصل ہے تو اس کا مسمّٰی کیسا ہو گا لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں گے، اللہ والوں سے محبت کریں گے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ انہیں کے ساتھ ہوں گے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اس حدیث کی شرح ان شاء اللہ آئندہ کبھی پیش کروں گا۔ اب دوسرا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

اہل اللہ کی کرامت کا دوسرا واقعہ

حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ کون شخص ہیں؟ یہ وہ ہیں جنہوں نے سلطنت بلخ خدا پر فدا کی جس وقت وہ آدھی رات کو گدڑی پہن رہے تھے اور شاہی لباس اُتار رہے تھے اور خدا پر سلطنت کو فدا کر رہے تھے اس وقت کا نقشہ اختر نے مثنوی مولانا روم کی شرح میں یوں کھینچا ہے۔

جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے
جاہِ شاہی فقر میں روپوش ہے
فقر کی لذت سے واقف ہو گئی
جانِ سُلطاں جانِ عارف ہو گئی

یہ سلطان ابراہیم ابن ادھم راستہ سے گذر رہے ہیں کہ دیکھا کہ ایک شرابی نشہ میں بے ہوش پڑا ہے۔ یہ پہچان گئے کہ کسی رئیس کا بیٹا ہے اور مسلمان ہے۔ افسوس سے ایک آہ کھینچی کہ آہ جس زبان سے یہ کلمہ پڑھتا ہے اسی سے شراب بھی پیتا ہے، زیادہ پی گیا تھا، قے ہو گئی تھی، چہرہ پر مکھیاں بھنک رہی تھیں۔ حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھمؒ نے آسمان کی طرف دیکھا اور دل میں کہا کہ اے خُدا اگرچہ یہ آپ کی نافرمانی کی حالت میں ہے لیکن اس کو آپ سے نسبت ہے کہ یہ آپ کا بندہ ہے۔ اگر مجنوں لیلیٰ کی گلی کے کُتے کو پیار کر رہا تھا تو یہ تو آپ کا بندہ ہے اور مسلمان ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس کی قے کو صاف کیا، مُنہ دھویا۔ مُنہ پر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی لگنے سے وہ ہوش میں آگیا۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ تو تارکِ سلطنت بلخ ہیں، اتنے بڑے ولی اللہ یہاں کیسے آگئے۔ فرمایا کہ تم بے ہوش تھے۔ میں نے تمہارا چہرہ دھویا اور یہ تمہاری قے دھوئی ہے۔ وہ رونے لگا کہ آہ میں تو سمجھتا تھا کہ اللہ والے گنہگاروں کو حقیر سمجھتے ہوں گے مگر آج معلوم ہُوا کہ اللہ والوں سے بڑھ کر گنہگاروں سے محبت کرنے والا بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کہ مجھے ابھی توبہ کرائیے وَاللّٰہِ لَا اَشْرَبُ خَمْرًا اَبَدًا خدا کی قسم اب کبھی شراب نہیں پیوں گا اور حضرت سُلطان ابراہیم ابن ادھمؒ کے ہاتھ پر اس نے توبہ کی۔ اسی وقت شاہ ابراہیم ادھم کو کشف ہُوا کہ توبہ کرتے ہی اس شخص کو ولایت کا بہت بلند

مقام عطا ہو گیا اور اپنے وقت کے تمام اولیاء سے آگے بڑھ گیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رات میں حضرت ابراہیم ابن ادھم نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ لوگ بڑے بڑے مجاہدے کر رہے ہیں تہجد و اشراق پڑھ رہے ہیں لیکن ان کو اتنا اونچا درجہ نہیں ملا اور اس شرابی نے ابھی توبہ کی اور اس کو آپ نے اتنا اونچا مقام دے دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلطان ابراہیم ابن ادھم میرے لیے تو نے سلطنت فدا کی اور سلطنت کا عیش و آرام اور عزت و جاہ چھوڑ کر میرے لیے فقیری اختیار کی اور میرے لیے غار نیشاپور میں دس سال عبادت کی اور میری خاطر سے تو نے ایک گنہگار بندہ کا مُنہ دھویا اور اس کی قے صاف کی اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ تو نے میری خاطر سے، میری محبت میں اس کا چہرہ دھویا کہ یہ میرا بندہ ہے۔ گناہ سے تو تجھے نفرت تھی لیکن گنہگار سے میری نسبت کی وجہ سے نفرت نہیں کی اور اس شرابی گنہگار کا چہرہ دھویا فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ پس میں نے تیری خاطر سے اس کا دل دھو دیا اور جس کا دل خدا دھو دے اس کے دل میں رذائل کا امالہ نہیں ہوتا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اس واقعہ پر علماء دین فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں اللہ والے مجاہدہ کرتے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کی محبت میں جلا کر خاک کیا ہو ان کے ساتھ جو رہتا ہے اُن سے محبت کرتا ہے اس پر بھی اللہ تعالیٰ فضل فرما دیتے ہیں۔ جیسے مجاہدہ تو حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ کا تھا لیکن ان کے اکرام میں اللہ تعالیٰ نے ایک شرابی پر بھی فضل فرما دیا حضرت ابراہیم کی اس گنہگار پر تھوڑی سی عنایت و توجہ کا انعام اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمایا کہ اس کو اس زمانہ کا بہت بڑا ولی اللہ بنا دیا۔

صحبت کی نافعیت کی ایک مثال

اور میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

ایک مثال اور دیتے ہیں کہ دس لاکھ کی کار کسی نے خریدی اور اس کے خریدنے کے لیے کتنا مجاہدہ کیا محنت سے دن رات کمایا خون پسینہ بہا کر روپیہ جمع کیا پھر کار خریدی اور آپ نے اس سے دوستی کر لی۔ دوستی کی برکت سے کبھی آپ کو اپنی کار میں بٹھانے لگا کہ کہاں جا رہے ہو، آؤ بیٹھ جاؤ۔ محنت و مجاہدہ اس نے کیا اور آپ نے محنت نہیں کی لیکن دس لاکھ کی کار میں آپ کو کیوں بٹھا لیا ؟ محبت اور تعلق کی وجہ سے۔

دوستو! اسی طرح جو لوگ اللہ والوں سے محبت و تعلق رکھتے ہیں ان اللہ والوں کے مجاہدات کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی ولایت کے بلند مقام پر پہنچا دیتے ہیں یہ اللہ والوں کی برکت ہوتی ہے کہ تھوڑے مجاہدہ پر ان کے تعلق کی برکت سے انعام بڑا مل جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کو ولایت کے لیے منتخب کر لیتے ہیں تو اعمال ولایت، جذباتِ ولایت، خیالاتِ ولایت، اخلاقِ ولایت خود عطا فرماتے ہیں۔ دیکھئے حکومت کسی کو پہلے ڈپٹی کمشنری کے لیے منتخب کرتی ہے پھر بنگلہ ملتا ہے، پھر سرکاری موٹر ملتی ہے پھر سرکاری جھنڈا اس کی کار پر لگایا جاتا ہے پھر پولیس اس کی حفاظت کے لیے دی جاتی ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ آسمان پر فیصلہ فرماتے ہیں کہ اس بندہ کو مجھے اپنا ولی بنانا ہے۔ اس انتخاب کے بعد پھر اس کو اعمالِ اولیاء، اخلاقِ اولیاء، جذباتِ اولیاء، لذتِ مناجات سجدہ کی لذت اور ایسی تمام نعمتیں خود عطا فرماتے ہیں اور بندہ بزبانِ حال کہتا ہے ..

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو
ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

لیکن ایک بات یہ بھی عرض کردوں کہ جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کو فانی بتوں سے، مُرنے گلنے والی لاشوں سے بچاتا ہے۔ لہٰذا جو اللہ کا ہونا چاہتا ہے اسے ان حسینوں سے نظر بچانی پڑے گی، گناہ سے اپنے کو بچانا پڑے گا، خونِ تمنا پینا پڑے گا جیسا کہ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔

ے بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اور جیسا کہ مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔

ے ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لُٹا دیا

فانی اور مُرجھانے والے پھولوں کی بہاروں کو چھوڑنے کا ہم نے غم اٹھایا ہے، پھول جیسے چہروں سے نظر بچانے کا زخم دل پر کھایا ہے اور حق تعالیٰ کے قرب کی غیر فانی بہار کے لیے حُسنِ فانی کے چمن کو لُٹایا ہے تب کہیں جا کر اللہ ملتا ہے' لہٰذا فانی اور بگڑنے والے پھولوں کو چھوڑو یعنی ان حسینوں سے دل نہ لگاؤ اور سوچو کہ آج ایسے ہیں کل کیسے ہوں گے۔

ایسے ویسے کیسے کیسے ہو گئے
کیسے کیسے ایسے ویسے ہو گئے

اور حسینوں کا انجام سُن لو اختر کی زبان سے۔

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہُوا کوئی نانی ہُوئی
ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہُوئی
کوئی داد ہُوا کوئی دادی ہُوئی
اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ

عشق مجازی اضطراب و بے چینی کا سرچشمہ ہے

صاحب آج کل رات بھر نیند نہیں آرہی ہے۔ کسی سے دل لگا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں دل لگایا غیر اللہ سے۔ غیروں سے تو یہی اضطراب، بے چینی اور پریشانی ملتی ہے پریشانی میں لفظ پری موجود ہے۔ پری آئی کہ شانی خود لائے گی۔ میرا ایک اور شعر سُنیں

؎ ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لُوٹے

جتنے لوگ دنیوی عشق میں مبتلا ہیں یہی کہتے ہیں کہ دل پریشان ہے اللہ تعالےٰ تو فرماتے ہیں کہ تم کو چین ہماری یاد سے ملے گا۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اور تم اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے چین لینا چاہتے ہو۔ خالق حیات کا اعلان ہے

کہ جو ایمان اور تقویٰ سے رہے گا ہم اس کی زندگی کو پاکیزہ اور با لطف کر دیں گے اور جو چوروں کی طرح نافرمانی سے حرام لذت درآمد کرے گا ہم اس کی زندگی کو دُنیا ہی میں تلخ کر دیں گے اور وہ خالقِ حیات جس کی حیات کو تلخ کرے ساری کائنات کی لذتیں اس کو شیرینی عطا نہیں کر سکتیں۔

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہ پیغمبر نہ چھوڑ

یہ بھی مٹی ہے تو بھی مٹی کا۔ مٹی کو مٹی پر مٹی مت کرو ورنہ مٹی مثبت مٹی مثبت مٹی میزان میں مٹی ہی آئے گی اور قیامت کے دن کوئی قیمت نہیں لگے گی اور اگر اللہ پر فدا ہوئے تو ہماری مٹی کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی رضا مثبت ہوگی۔ پھر کیا قیمت ہوگی اس خاک کی! سُبحان اللہ۔

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

ربس تین عمل کرلیں تو ہم سب ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ والے ہو جائیں گے۔
۱ر اللہ والوں سے تعلق یعنی صحبت اہل اللہ کا التزام ۲ر ذکر اللہ کا دوام ۳ر گناہوں سے بچنے کا اہتمام۔ باقی مضمون ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو قبول فرمائے اور اپنی رحمت سے بغیر استحقاق کے ہماری جانوں کو جذب فرما کر یا اللہ ہم سب کو اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچا دیجئے۔ اے اللہ یہ دُعا اپنے استحقاق اور صلاحیت کی وجہ سے نہیں آپ کے کرم کے سہارے پر مانگ رہے ہیں کیوں کہ آپ کریم ہیں اور ہم جن جن گناہوں

میں مبتلا ہیں یارب العالمین ان سے ہمیں نکال لیجئے اپنے کرم سے۔ اپنے کرم سے نکال لیجئے۔ اے اللہ ہم کو نفس و شیطان کے چنگل سے چھڑا کر، نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر اے اللہ سو فیصد اپنی غلامی اور فرماں برداری کی حیات نصیب فرما دیجئے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اہم نصیحت

جلیل القدر تابعی حضرت

سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

کا ارشاد

دُنیا کے لیے اتنی محنت کرو جس قدر دُنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جس قدر وہاں رہنا ہے

عشق جب بے زباں ہوتا ہے

عشق جب بے زبان ہوتا ہے
رشکِ صدہا بیان ہوتا ہے

سر بوقت سجود عارف کا
فوقِ ہفت آسمان ہوتا ہے

درد دل کا زبانِ بسمل سے
آہ کیسا بیان ہوتا ہے

فیض مرشد سے ہو گیا محروم
جب کوئی بد گمان ہوتا ہے

جو محافظ نہیں نظر کا آہ!
زیر تیر و کمان ہوتا ہے

کیسے پائے گا قرب کی منزل
جب کوئی وقفِ نان ہوتا ہے

دیکھ لو شانِ فیض پیغمبرؐ
شتر باں حکمران ہوتا ہے

منزل قرب سے جو گذرے گا
منزلوں کا نشان ہوتا ہے

سارا عالم کرے گا کیا اخترؔ
جس پہ حق مہربان ہوتا ہے